ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
استاذ شعبہ علوم اسلامیہ
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

قریش اور دیگر عرب قبائل کی تجارت

معاشرتی احوال و ظروف کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اقوامِ عالم اپنے تجارتی انداز اور ڈھنگ بھی بدلتی رہتی ہیں - ہر دور کے اپنے ذرائع پیداوار اور پُرکشش سامانہ ہوتے ہیں - زمانہ قبل از اسلام عربوں کے ہاں تجارت کیسی تھی ؟ عربوں کا برگزیدہ قبیلہ قریش ، ان کی تجارت میں کس مقام پر فائز تھا ؟ اس دور میں منڈیاں کیسی تھیں ؟ دیگر ممالک کے ساتھ ان کے تجارتی روابط کیسے تھے ؟ مختلف موسموں میں کون سے تجارتی سفر کرتے تھے ؟ اس دور میں منڈیاں کیسی تھیں ؟ منڈیوں میں لین دین کے انداز اور قدریں کیا تھیں ؟ کس قسم کا سامان تجارت تھا ؟ اس قسم کے بہت سے سوالات ہیں جن کے بارے میں جدید ذہن سوچتا ہے -

آج عربوں کی تجارت معدنی وسائل کے سبب ہے - واقعاتِ عالم ان کے تیل کی کمی و بیشی کے سبب تشکیل پا رہے ہیں - زیب نظر مقالہ میں راقم نے ممکنہ حوالوں سے دورِ جاہلیت اور دور اسلام کے ذرائع پیداوار میں سے اہم ذرائع پر خامہ فرسائی کی ہے - اور اس دور کی تجارت میں خاص طور پر قبیلہ قریش کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی ہے - قبیلہ قریش کی تجارت میں مکہ مکرمہ کے محلِ وقوع کو خاص اہمیت حاصل ہے -

مکہ مکرمہ کا محل وقوع :

بحر احمر کے بالمقابل ، یمن اور فلسطین کے مابین گزرنے والی تجارتی شاہراہ

کے وسط میں ساحل سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر پہاڑوں سے گھرے ہوئے درہ میں مکة مکرمة واقع ہے - تین طرف بحری سواحل واقع ہیں - مغرب میں بحرین اور عمان، خلیج فارس میں شمال میں حضر موت اور یمن ، بحر عرب پر اور مشرق میں عرب کا جو حصہ زرخیز ہے - مثلاً یمامہ ، نجد اور خیبر وغیرہ یہاں کاشت کاری ہوتی ہے - عرب کے یہ ساحلی صوبے بڑے بڑے ممالک کے آمنے سامنے واقع ہیں - عمان و بحرین ایران اور عراق سے متعلق ہیں - یمن اور حضر موت کو افریقہ اور ہندوستان سے تعلق ہے - حجاز کے سامنے مصر ہے - اور شام کا ملک اس کے بازو پر ہے - اس جغرافیائی تجدید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبعی سہولتوں کے لحاظ سے عرب کے کسی بھی صوبے کے دنیا کے کسی بھی زرخیز خطہ سے تجارتی تعلقات قائم ہوسکتے ہیں -

قبیلہ قریش :

قبیلہ قریش عرب کا مشہور ترین قبیلہ تھا آنحضرت ﷺ کا تعلق اسی قبیلے سے تھا - اس قبیلے کی عظمت کا اندازہ آنحضرت کے ارشاد گرامی سے بخوبی ہو سکتا ہے - "اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ اور کنانہ میں سے قریش کا اور قریش میں سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا"[۲]

آنحضرت کا ایک ارشاد یوں ہے - "أنا أفصح العرب بیدانی من قریش و نشأت فی بنی سعد"[۳]

"میں عربوں میں سے سب سے فصیح ہوں کیونکہ میں قریش سے ہوں اور میں نے بنی سعد میں پرورش پائی ہے"

آپ کا ایک اور ارشاد ان الفاظ میں ہے - أنا أعربکم أنا من قریش و لسانی لسان بنی سعد بن بکر - میں آپ سب سے زیادہ فصیح ہوں - میں قریش میں سے ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے -"

قریش کی وجہ تسمیہ :

قریش کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف اقوال ہیں -

۱۔ آنحضرت کے آباء و اجداد میں ایک شخص کا نام قریش تھا اس کی اولاد کی سب شاخیں قریش کہلائیں[5] ۔

۲۔ فراء نے کہا قریش تقریش سے ماخوذ ہے جس کے معنی کمانے کے ہیں یہ لقب اُن کو اُن کی تجارت کی وجہ سے دیا گیا[6] ۔

۳۔ قریش کے معنی کمانا اور جمع کرنا کے ہیں اس قبیلے کی اجتماعیت کے پیش نظر انھیں یہ لقب دیا گیا[7] ۔

۴۔ قریش قرش کی تصغیر ہے یہ ایک دریائی درندہ ہے۔ جو باقی تمام دریائی جانوروں کا سردار ہے ۔ یہ ہر دبلی اور موٹی چیز کا شکار کرتا ہے حضرت ابن عباسؓ نے اس تاویل کو پسند فرمایا کیونکہ قریش دیگر عربوں کے سردار تھے[8] ۔

۵۔ قریش کا مادہ قرش ہے جس کے معنی کمانا کے علاوہ تفتیش کرنا اور جستجو کرنا بھی ہیں یہ لقب فہر بن مالک نے اپنے استیلاء اور غلبہ کے اظہار کے لئے اختیار کیا وہ ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان کی حاجات پوری کرتا غریبوں کو دولت دیتا اور خوف زدہ لوگوں کا خوف دور کرتا تھا ۔ اس کے ان عظیم اوصاف کی وجہ سے اس کے قبیلے کا نام اس کے نام پر پڑ گیا[9] ۔ قبیلہ قریش چھوٹے چھوٹے دس خاندانوں میں منقسم تھا ۔

بنی ہاشم ۔ بنی اُمیہ ۔ بنی نوفل ۔ بنی عبدالدار ۔ بنی اسد ۔ بنی تمیم ۔ بنی مخزوم بنی عدی ۔ بنی جمح ۔ بنی سہم[10] ۔

عربوں کے مختلف قوموں اور ملکوں سے تجارتی تعلقات :

عربوں کے تجارتی تعلقات بہت سے ممالک سے تھے ۔ ہندوستان ۔ چین ۔ وسط افریقہ اور یورپ کے غیر مشہور ممالک مثلاً سویڈن اور ڈنمارک کے ساتھ ان کی تجارت ہوتی تھی ۔ ان کے علاوہ حبش ۔ ایران ۔ عراق (بابل) ۔ شام ۔ مصر اور یونان کے ساتھ بھی ان کے تجارتی تعلقات تھے[11] ۔ یہ تمام ممالک عرب کے چاروں طرف اس طرح واقع ہیں کہ عرب اس دائرے کا نقطہ بن گیا ہے ۔ اسی وجہ سے مکۃ مکرمۃ کو

"ام القریٰ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے ۔

"لتنذر ام القریٰ ومن حولھا" "تاکہ آپ بستیوں[12] کے مرکز (مکہ) اور اس کے اطراف میں رہنے والوں کو متنبہ کریں ۔"

تجارتی راستے :

قدیم تجارتی راستوں کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے سکندر اعظم کو ۳۲۵ - ق - م میں خلیج فارس اور سواحل عرب کا علم ہوا اسکندریہ اور خلیج فارس میں اس کو اکثر عرب تاجروں سے واقفیت کا موقع ملا ۔ قلعہ ناعط جو سلاطین نے یمن کے پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا ۔ اسلام سے پندرہ سو برس قبل کی تعمیر ہے ۔ وھب بن منبہ (جنھوں نے صحابہ کا زمانہ پایا) نے اس کا ایک کتبہ پڑھا وہ یہ ہے "یہ ایوان اس وقت تعمیر کیا گیا جبکہ ہمارے لیے مصر سے غلہ آتا تھا" وھب کا بیان ہے "میں نے جب حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو سولہ سو برس سے زیادہ عرصہ گزرچکا ہے"[13] مکہ کے متعلق مولانا ندوی نے قدیم مؤرخین سے نقل کیا ہے ۔ حضرت مسیح سے ڈھائی ہزار سال قبل یہ کاروان تجارت کی ایک منزل گاہ تھا[14] ۔ عہد قدیم میں مغربی ممالک کے دیگر ممالک سے تجارت کے تین راستے تھے ان میں سے دو عرب میں سے گزرتے تھے ۔ پہلا راستہ دریائے سندھ سے دریائے فرات تک جاتا تھا ۔ اس مقام پر جہاں انطاکیہ اور مشرقی بحر روم کی بندرگاہوں جانے والی سڑکیں الگ ہوتی تھیں ۔ یہ راستہ بہت اہم تھا مگر سلطنت بابل کے زوال کے ساتھ اس کو ترک کر دیا گیا ۔ دوسرا راستہ ہند کے ساحل سے لے کر حضر موت اور پھر وہاں سے بحر احمر کے ساتھ ساتھ شام تک جاتا تھا[15] ۔ سبا کے تجارتی قافلے جس راستے سے گزرتے تھے اس کے رہنے والے لوگ بہت خوش حال تھے ۔

قرآن مجید میں ہے ۔ وجعلنا بینھم و بین القریٰ التی بارکنا فیھا قری ظاہرۃ وقدرنا فیھا السیر سیروا فیھا لیالی و ایاما اٰمنین[16] "ہم نے ان کے ملک اور بابرکت آبادیوں (شام) کے درمیان کھلی آبادیاں قائم کر دی تھیں ۔ ان میں دن رات بے خوف و خطر چلو"

یہ جو شاہراہ حجاز ہو کر یمن سے شام جاتی تھی - اصحاب الایکہ اور حضرت لوط کا قصبہ بحر میت کے قریب دونوں اسی راستے پر آباد تھے - قرآن مجید میں ہے و انھما لبامام مبین[۱۷] - "دونوں بستیاں شاہراہ پر واقع ہیں"

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں ایک قافلے کا ذکر ہے - "وجاءت سیارة"[۱۸] "ایک قافلہ آیا وہ اسی راستے سے گذرتا تھا - تورات کے الفاظ یہ ہیں - دو ناگاہ یوسف کے بھائیوں نے دیکھا کہ اسماعیلیوں کا قافلہ جلعاد کی طرف سے آ رہا تھا اور پھر مصر جا رہا تھا[۱۹]"۔

"تمدن عرب" میں ہے - عربوں کے یورپ کے ساتھ تجارتی تعلقات کے کئی راستے تھے ایک راستہ پرمیز پر سے تھا - دوسرا بحر متوسط سے تیسرا راستہ وہ ہے جو روس سے ہو کر دریائے والگا پر سے شمالی یورپ کو جاتا ہے[۲۰] -

چین سے عرب کو بری اور بحری دونوں راستے جاتے تھے -

"انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" میں ہے - "یہ بات یقینی ہے کہ عرب بہت قدیم زمانہ سے سری لنکا سے واقف تھے اور ظہور اسلام سے قبل ہی انھوں نے یہاں اپنے تجارتی مراکز قائم کر لئے تھے[۲۱] - سندھ پر محمد بن قاسم کے حملے کی وجہ یہ تھی کہ سیلون کے حکمران نے مسلمان تاجروں کے یتیم بچوں کو بھیجا تھا جنہیں دیبل کے بحری قزاقوں نے لوٹ لیا تھا گویا اس جزیرہ میں (سری لنکا) مسلمان تاجر پہلے سے موجود تھے[۲۲]- قدیم کتب تاریخ کا جائزہ لینے سے اس حقیقت میں ذرہ برابر شبہ نہیں رہتا کہ عربوں کے اس دور کی تمدن اقوام اور ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے - مشرق و مغرب کے درمیان تجارتی تعلقات کی تو یہ لوگ ایک سیڑھی تھے - بری اور بحری دونوں راستوں سے تجارت کرتے تھے -

سامان تجارت :

عام طور پر تجارتی چیزوں کا سرمایہ تین چیزوں پر مشتمل تھا -

(۱) کھانے کا مصالحہ اور خوشبودار چیزیں -

(۲) سونا - جواہرات اور لوہا -

(۳) چمڑا - کھال زین پوش - بھیڑ اور بکریں -

مختلف ممالک کی چیزیں لا کر ان کو دیگر ممالک کے ساتھ بدل لیتے ہیں - مثلاً عدن میں چین اور ہندوستان کی پیداوار مصر اور حبش کی پیداوار سے بدل جاتی تھی یعنی نوبہ کے غلام ، ہاتھی دانت سونے کے برادے ، چین کے حریر ، چینی کے برتن کشمیر کی شال ، مصالحہ ، عطریات اور بیش بہا لکڑیوں کا باہم بدل ہوتا تھا[۲۲] -

عرب تاجر ہندوستان سے جو اشیاء لے جاتے ان میں سے عطر گرم مصالحے اور گرم کپڑے شامل ہیں - یہاں سے لی جانے والی چیزون کے نام قدرتی طور پر ہندوستان کی زبان سے ہی لے لئے تھے - چنانچہ فلفل - هیل - زنجبیل - جائفل - ناریل - لیموں اور تنبول وغیرہ -

ہندی زبان کے معرب الفاظ ہیں - بعض چیزیں جن کے نام عربی میں موجود تھے ان کے ساتھ لفظ ہندی کا اضافہ کر کے نئے نام بنا لئے گئے - مثلاً عود ہندی - قسط ہندی - تمر ہندی - تمر ہندی انگریزی میں تمرانڈ بن گیا - ہند کے بنے ہوئے کپڑے یمن اور وہاں سے حجاز جاتے تھے[۲۳] -

اسی طرح سے عربی کے الفاظ شاش (ململ) پشت (چھینٹ) فوطہ (چار خانہ تہمد) اسی زبان میں داخل ہوگئے[۲۵] لوہےکی تلوار کے وصف کے لئے مهند اور ہندی استعال ہو - لونگ ، الائچی ، سیاہ مرچ ، دار چینی اور ہلدی سب جنوبی ہند کی پیداوار تھیں - جو عرب میں پہنچتی تھیں - چین میں عرب لوگ جواہرات ، گھوڑے سوتی کپڑے اور سرخ وینس لے جاتے تھے - اس کے بدلے میں اطلس - کمخواب ، چینی کے برتن ، اور کئی قسم کی ادویات لاتے تھے[۲۶] -

دو ہزار قبل مسیح میں جو عرب تاجر بار بار مصر جاتے ان کا سامان تجارت یہ تھا - ملبسان ، صنوبر ، لوبان اور دیگر خوشبودار چیزیں[۲۷] - ایک ہزار قبل مسیح میں حضرت داؤد سبا کا سونا مانگتے تھے[۲۸] -

۵۹۰ ق ۔ م میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملکہ سباء بلقیس کا تحفہ خوشبودار چیزیں سونا اور بیش قیمت جواہرات تھے[۲۹] ۔

''کتاب مقدس'' میں حزقی ایل کے ستائیسویں باب میں عرب کی تجارت کے متعلق بہت سی مفید باتیں ہیں ۔ یروشلم کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ ''و دان اور بادان ، ازدال سے تیرے بازار میں آتے تھے ۔ آبدار ، فولاد ، تیزپات اور مصالحہ وغیرہ وہ تیرے بازار میں بیچتے ۔ ودان تیرا سوداگر تھا ۔ وہ بکری اور مینڈھے لے کر تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے ۔ سبا اور دعاۃ کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے۔ وہ ہر قسم کے نفیس اور خوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی پتھر تیرے بازار میں لائے تھے ۔ حران ، عدن اور سباء کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے''[۳۰] ۔

کھال کی تجارت بہت زیادہ تھی ۔ طائف میں دباغت بہت عمدہ ہوتی تھی ۔ اس وجہ سے اسے ''بلد الدباغ'' کہا جانے لگا[۳۱] ۔

ہجرت حبشہ کے بعد مسلمانوں کے تعاقب میں جو قریش کا جو وفد نجاشی شاہ حبشہ کے پاس نذر کے طور پر تحائف لے کر گیا ان میں کھال بھی تھی[۳۲] شراب ، غلہ ہتھیار اور دیگر سامان آرائش مثلاً آئینہ بھی عرب درآمد کرتے تھے ۔ غلہ اور شراب شام سے آتے تھے[۳۳]۔ جمعہ کے خطبہ میں جس تجارتی قافلے کی طرف لوگ دوڑتے تھے ۔ وہ شامی قافلہ تھا ۔ اس کا ذکر قرآن میں موجود ہے[۳۴] ۔ غرض جو چیز عرب میں ہوتی اس کو وہ باہر لے جاتے اور جس کی انہیں ضرورت ہوتی اسے وہ وہاں سے ملک میں لے آتے ۔

قریش کا زمانہ :

قریش صفحہ شہود پر کب نمایاں ہوئے ؟ اور اس خاندان کی بنیاد کب پڑی ؟ مورخین اس کا ذکر نہیں کرتے البتہ عبدالمطلب کا چھٹی صدی عیسوی میں موجود ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے ۔ سید سلیمان ندوی نے ''تاریخ ارض القرآن'' میں عبدالمطلب فہر یا قریش تک دس پشتوں کے زمانوں کے سنین کا تعین پچیس برس فی پشت دیا

ہے۔ جو اگرچہ تاریخ نویسی کے معیار پر پورا نہیں اترتا ۔ تاہم اندازہ کرنے کے لئے اچھی کوشش ہے ندوی صاحب کا تعین اس انداز سے ہے ۔

نام	سن وجود تقریباً	نام	سن وجود تقریباً
۱۔ فہر یا قریش	۳۲۵ء	۶۔ کلاب	۴۵۰ء
۲۔ غالب	۳۵۰ء	۷۔ قصی	۴۷۵ء
۳۔ لؤی	۳۷۵ء	۸۔ عبد مناف	۵۰۰ء
۴۔ کعب	۴۰۰ء	۹۔ ہاشم	۵۲۵ء
۵۔ مرہ	۴۲۵ء	۱۰۔ عبدالمطلب	۵۵۰ء[۳۵]

ارباب تاریخ کے اس بیان سے ندوی مطب کی تحقیق کی تائید ہوتی ہے قصی منذر بن نعمان شاہ حیرہ (۴۳۱ء تا ۴۷۳ء) کا معاصر تھا[۳۶] ۔ قصی بن کلاب نہ صرف تاریخ قریش بلکہ تاریخ عرب میں بھی بہت اہم شخصیت ہے ۔ اس نے قریش کی منتشر قوت کو جمع کر کے اکٹھا کیا اور چند لڑائیوں کے بعد مکہ میں قریش کی ایک حکومت قائم کر دی جو تاریخ میں ''شہری مملکت مکہ'' کے نام سے مشہور ہے[۳۷] ۔

قریش کی تجارت :

قبیلہ قریش کے آدمی تجارت کو باعث فخر سمجھتے تھے بلکہ زراعت جیسے معزز پیشہ کو بہتر نہ سمجھتے ہوئے اہل مدینہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے ۔ کیونکہ وہ کاشتکار تھے ۔ یہاں تک کہ جنگوں میں ان سے لڑنا بھی اپنی توہین سمجھتے تھے[۳۸]۔ ظہور اسلام سے سو برس قبل یمن اور اور شام کے ملک میں سیاسی انقلابات پے در پے آتے رہے تھے ان حالات کو دیکھ کر قصی اور ہاشم نے کاروان تجارت کو منظم کیا کلبی کے مطابق ہاشم بن عبد مناف پہلا شخص ہے ۔ جو گندم اور اونٹ لے کر شام گیا ۔[۳۹]

ہاشم نے اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر قیصر اور نجاشی سے قریش کے تجارتی کاروان کے بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت حاصل کر لی ۔ ملک عرب میں عام بدامنی تھی ۔

قافلے لوٹ لیے جاتے لیکن قریش کو خانہ کعبہ کا محافظ ہونے کی وجہ سے معزز سمجھا جاتا تھا ۔ اس وجہ سے ان کے قافلے بے خوف و خطر سفر کرتے ۔ قرآن مجید میں ان کے تجارتی سفروں کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ۔ لایلٰف قریش ۔ الفھم رحلۃ الشتاء والصیف ۔ فلیعبدوا رب ھٰذا البیت ۔ الذی اطعمھم من جوع و آمنھم من خوف[30] ۔

"قریش کو خوگر ہونے کی بناء پر اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہونے کی بناء پر چاہیے تھا کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں ۔ جس نے انھیں بھوک میں کھانے کو دیا ۔ اور خوف میں امن دیا" ایک تو تجارتی قافلے پر امن سفر کرتے اور پھر گھر بیٹھے بھی انھیں تجارتی نفع حاصل ہوتا ۔ ان کے تجارتی ذیقعدہ میں لوٹ آتے تھے[31] اور قیام کرتے ۔ قعد یقعد کے معنی بیٹھنا کے ہیں شاید اسی وجہ سے اس مہینہ کو ذی قعدہ یعنی بیٹھنے کا مہینہ کہا جانے لگا اور پھر یہی نام پڑ گیا ۔ اس کے بعد ذوالحجہ آتا جن میں ان کا موجود ہونا ضروری تھا ۔ قریش امن و اطمینان کے معاوضے میں دیگر قبائل سے یہ سلوک کرتے کہ ان کی ضرورت کی چیزیں ان کے پاس لے جاتے تھے ۔ قریش مختلف موسموں میں مختلف علاقوں کا سفر اختیار کرتے "تفسیر کشاف" میں ہے ۔ کانت لقریش رحلتان یرحلون فی الشتاء الی الیمین و فی الصیف الی لشام و یتجرون و کانوا تف رحلتیھم امنن[32] ۔

"قریش دو سفر کرتے تھے ۔ سردی میں یمن جاتے تھے ۔ اور گرمی میں شام جاتے اور وہ تجارت کرتے اور اپنے دونوں سفروں میں بے خوف تھے ۔

"تفسیر قاسمی" میں یہ ہے وہ تجارت کے لئے گرمی میں شام اور سردی میں یمن کا سفر کرتے تھے[33] ۔

تفسیر "روح المعانی" میں الایلٰف سے مراد عھود بینھم[34] "ان کے درمیان معاہدے ہیں" اصحاب الایلٰف بنی عبد مناف چار بھائی تھے ۔ ہاشم شام کو پسند

کرتا تھا ۔

مطلب کسریٰ کو عبدالشمس اور نوفل مصر اور حبشہ کی طرف رحجان رکھتے تھے[۳۵]۔ تمام بادشاہ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے یہ لوگ اپنا سامان تجارت لے کر وہاں جاتے ان کے سفروں کی بے خوف کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خطاب فرمایا ۔ ”لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد ۔“ کافروں کا شہر میں چلنا پھرنا کہیں تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے“ متاع قلیل ثم ماوھم جہنم و بئس المھاد[۳۶]۔ ”چند روزہ بہار پھر تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیسی بری آرام گاہ ہے“ ان کی تجارت کی شہرت ملک ملک میں پھیل گئی تاجرانہ ترقی کی انتہا یہ تھی کہ بیوہ عورتیں تک اپنا سرمایہ تجارت میں لگاتیں حضرت خدیجہ قبیلہ قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں جن کا تجارتی سامان مختلف لوگ شام لے جاتے تھے[۳۷] آنحضرت کے آباء و اجداد بھی تاجر تھے۔ آپ کے والد چچا دادا پردادا تاجر ہی تھے۔ آنحضرت اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شام کے تجارتی سفر پر گئے تھے[۳۸] ۔ جوان ہو کر آنحضرت نے اس باعزت پیشہ کو اپنایا حضرت خدیجہ کا مال لے کر آنحضرت شام گئے[۳۹] ۔

آنحضرت کے علاوہ دیگر معروف آدمی بھی تاجر تھے ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ تاجر تھے ۔ خود بصریٰ تک تجارتی سامان لے کر جاتے تھے ۔ مقام سنح پر ان کا کارخانہ تھا[۵۰]۔ خلیفہ بننے کے بعد شغل تجارت کوجاری رکھا ۔ صحابہ کرامؓ مملکت کی ذمہ داریوں کی بناء پر اس کو چھوڑنے پر مجبور کیا اور بیت المال سے بقدر کفایت وظیفہ مقرر کر دیا ۔ حضرت عمر فاروقؓ نے خود اسی باعزت پیشہ کو اپنائے رکھا[۵۱]۔

حضرت عثمانؓ بہت بڑے تاجر تھے ۔ ان کی تجارت اور سخاوت کے واقعات بہت مشہور ہیں ۔ ”جیش العسرت“ یعنی تبوک میں انہوں نے تین سو اونٹ بمع ساز و سامان خدمت نبوی میں پیش کیے تو آنحضرت نے فرمایا ۔

”ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین[۵۲]“ ”آج کے بعد عثمانؓ کوئی

عمل نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں" دو دفعہ ارشاد فرمایا ۔

صحابہ میں قریش اکثر تجارت کرتے تھے ۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے زریں دور میں جب ایران شام اور مصر کے علاقے فتح ہو گئے اور بیت المال میں کافی دولت جمع ہوگئی تو حضرت عمرؓ نے تمام مسلمانوں کا وظیفہ مقرر کرنا چاہا اس پر حضرت ابوسفیانؓ کے الفاظ قابل غور ہیں ۔

"آدیوان مثل دیوان بنی الاصفر فاکلوا علی الدیوان وترکوا التجارة"[۵۳] ۔ "رومیوں کی طرح رجسٹر میں نام درج کرنا چاہتے ہو ۔ انھوں نے وظیفہ لے کر تجارت کو چھوڑ دیا تھا" گویا تجارت کا پیشہ انھیں اتنا پسند تھا کہ گھر بیٹھے تنخواہ لینا بھی مناسب نہ سمجھتے تھے ۔

آنحضرت نے دیانت دار تاجر کو دنیا کے ساتھ آخرت کی کامیابی کی بھی بشارت دی ہے ۔ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء[۵۴] ۔ "راست باز اور دیانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں ، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا ۔"

عرب کے بازار :

عرب میں بڑی بڑی تجارتی منڈیاں لگتی تھیں عکاظ کا میلہ بہت مشہور تھا ۔ قریش زیادہ تر عکاظ اور ذوالمجاز میں شریک ہوتے تھے[۵۵] ۔

ذوالمجاز کا میلہ مکہ میں لگتا اور حج تک قائم رہتا ۔ اسلام کی قبولیت کے بعد لوگوں نے ان میلوں میں شرکت اور خرید و فروخت کو برا سمجھا یہ بخاری شریف میں ہے ۔ قال ابن عباس کان ذوالمجاز و عکاظ متجر الناس فی الجاهلیة فلما جاء الاسلام کانهم کرهوا ذلک حتی نزلت لیس علیکم جناح[۵۶] ۔ پھر اسلام نے اجازت دے دی بلفظ قرآن لیس علیکم جناح ان تبتغوا[۵۷] فضلاً من ربکم ۔ تمھارے لیے کوئی حرج نہیں (اگر حج زمانے میں) اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو ۔ بعد ازاں ان میلوں میں پھر رونق ہو گئی تقریباً سوا سو برس

تک یہ زمانہ اسلام میں قائم رہے - سب سے پہلے عکاظ کا بازار سرد ہوا ۱۲۹ھ میں خارجیوں کی لوٹ مار کی وجہ سے بند ہوا - اس کے بعد کچھ عرصہ تک دوسرے بازار چلتے رہے - بصریٰ اور اذرعات میں بنو امیہ کے اہتمام سے بڑا بازار لگتا تھا[58] - عرب کے بازاروں کی تفصیل "کتاب الازمنہ والا مکنہ" "کتاب المحبر" اور "تاریخ یعقوبی" میں لکھی گئی ہے - بڑے بڑے تیرہ مقامات پر میلے لگتے تھے -

۱- دومۃ الجندل ۲- مشقر ۳- صحار ۴- دبا ۵- الشجر ۶- عدن ۷- صفاء ۸- حضرموت ۹- عکاظ ۱۰- ذوالمجاز ۱۱- منی ۱۲- خیبر ۱۳- یمامہ[59] -

عکاظ کا ذکر سر ولیم میور نے بھی کیا ہے - "عکاظ میں ایک سالانہ میلہ لگتا تھا مکہ سے تین دن کی مسافت سایہ دار کھجوروں اور ٹھنڈے چشمے مسافروں اور تاجروں کے لیے کڑوے سفروں کے بعد عمدہ آرام گاہ بناتے ہیں - اس موقع پر یہودی اور عیسائی بھی آتے ہیں[60] -

حوالہ جات

۱- ہیکل ، محمد حسین ، حیاۃ محمد (سیرۃ الرسول) ، ترجمہ محمد وارث کامل ، مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور ، ۱۹۷۵ء

۲- مسلم ، مسلم بن حجاج قشیری ، الجامع الصحیح المسلم جلد ثانی ، ص ۲۵۲ ، کتاب الفضائل ، باب فضل ، نسب النبی

۳- عیاض ، ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی الاندلسی ، الشفا ، جلد اول ، ص ۴۷ ، مصر ، ۱۹۵۰ء (دو جلدیں)

۴- ابن سعد ، ابو عبداللہ محمد ، الطبقات الکبریٰ ، جلد اول ، ص ۱۱۳ ، ۹ مجلات ، مطبوعہ بیروت ۱۹۶۰ء

۵- ابن حزم ، ابو محمد علی بن احمد بن سعید ابن حزم ، جمہرۃ انساب العرب ، ص ۱۱ ، مصر ۱۹۶۲ء

۶- آلوسی ، ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی ، تفسیر روح المعانی ، جلد ۳۰ ، ص ۲۳۹ ، سورۃ القریش

۷- جوہری ، اسماعیل بن حماد جوہری ، الصحاح تاج اللغۃ و صحاح العربیہ جز ثالث ، ص ۱۰۳۸ ، ۳ مجلدات ، بیروت
۸- ابو حیان ، اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن علی، تفسیر بحر المحیط ، جلد ۸ ، ص ۵۱۳ ، القاہرۃ
۹- آلوسی ، مذکور تفسیر المعانی ، جلد ۳۰ ، ص ۲۳۹
۱۰- تاریخ اسلام ، جلد اول ، ص ٦٦ ، معین الدین ندوی ، ۳ مجلدات ، محمد سعید اینڈ سنز کراچی، طبع ۱۹۷۳ء
۱۱- بلگرامی ، سید علی بلگرامی ، تمدن عرب ، ص ۵۸۹ ، مقبول اکیڈمی لاہور ۱۹٦۰ء
۱۲- قرآن مجید ، الانعام ، آیت ۹۲
۱۳- یاقوت حموی ، شہاب الدین ابو عبداللہ ، معجم البلدان ، جلد ۵ ، ص ۲۵۳ ، ذکر ناعط دار صادر بیروت ۱۹۵٦
۱۴- ندوی ، سید سلیمان ندوی ، تاریخ ارض القرآن ، جلد اول ، ص ۹۸ ، کراچی ۱۹۷۵ء
۱۵- انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ، جلد ۲ ، ص ۲٦ ، گیارہواں ایڈیشن
۱٦- قرآن مجید ، السبا ، آیت ۱۸
۱۷- قرآن مجید ، الحجر ، آیت ۷۹
۱۸- قرآن مجید ، یوسف ، آیت ۱۹
۱۹- کتاب مقدس ، العہد العتیق ، سفر تکوین ، ص ۳٦ (عربی) بیروت ۱۹۳۷ء
۲۰- بلگرامی ، علی بلگرامی ، تمدن عرب ، ص ۵۹۰
۲۱- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ، ص ۳۸۵ ، لیڈن و لندن ، ۱۹٦۰ء
۲۲- بلاذری ، احمد بن یحیٰی بن جابر بلاذری ، فتوح البلدان ، جلد ۲ ، ص ٦۱۸
۲۳- بلگرامی ، تمدن عرب ، ص ۵۹۰
۲۴- ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ ، ص ۳۱ تا ۳۵ ، ڈاکٹر زبید احمد ترجمہ شاہد حسین رزاق
۲۵- زبیدی ، تاج العروس من جواہر القاموس ، جلد ۵ ، ص ۲۰۰ ، محمد مرتضٰی زبیدی ، ۱۰ مجلات ، القاہرۃ ، ۱۳۰٦ھ
۲٦- تمدن عرب ، ص ۵۹۱
۲۷- کتاب مقدس العہد العتیق جلد اول، ص ۳٦ تکوین فصل ۳۷: آیت ۲٦ بیروت (عربی)
۲۸- کتاب مقدس ، زبور ۷۲ ، ص ۵۱۸ ، پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور اردو
۲۹- کتاب مقدس العہد العتیق ، ۹ - ۹ جلد اول ، ص ۱٦۷

۳۰- کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ ، حزقی ایل باب ۲۷ ، آیت ۱۹ تا ۲۳
۳۱- ہمدانی ، صنعۃ جزیرۃ العرب بحوالہ تاریخ ارض القرآن، ص ۳۳۸ اول ، ۱۹۷۵ء ندوی
۳۲- ابن ہشام ، ابو محمد عبدالملک بن ہشام ، السیرۃ النبویہ ، جلد اول ، ص ۲۰۳ ، مجلدان ملتان ۱۹۷۷ء
۳۳- ابن حجر ، حافظ احمد بن حجر عسقلانی ، فتح الباری جلد ۸ ، ص ۲۰۹ ، مصر
۳۴- قرآن مجید ، سورۃ الجمعہ ، آیت ۱۱
۳۵- سید سلیمان ندوی ، تاریخ ارض القرآن ، جلد دوم ، ص ۳۲۵ ، کراچی ۱۹۷۵ء
۳۶- یاقوت حموی ، شہاب الدین ابو عبداللہ ، معجم البلدان، جلد ۵ ، ص ۱۸۶ ، لفظ مکہ
۳۷- ابو حیان ، اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف ، تفسیر بحر المحیط ، جلد ۸ ، ص ۵۱۳
۳۸- البخاری الجامع الصحیح ، جلد ۲ ، ص ۵۷۳ ، کتاب المغازی ، ذکر قتل ابی جہل ، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ، کراچی
۳۹- علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی ، المسملی لباب التاویل فی معانی التنزیل ، جلد ۷ ، ۲۹۸ ، طبع مصر ، ۱۳۷۵ھ
۴۰- قرآن مجید ، سورہ القریش
۴۱- السیوطی ، اسباب النزول ، ص ۳۳ ، جلال الدین سیوطی ، مصر
۴۲- زمخشری ، ابوالقاسم محمود جار اللہ بن عمرو زمخشری خوارزمی ، تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل ، جلد ۳ ، ص ۳۶۰
۴۳- قاسمی ، محمد جمال الدین ، تفسیر قاسمی المسملی محاسن التاویل ، جلد ۱۷ ، ص ۶۲۷۰
۴۴- آلوسی ، روح المعانی جلد ۳۰ ، ص ۲۳۸
۴۵- ابن حبیب ، کتاب المحبر ، ص ۱۶۲
۴۶- قرآن مجید ، آل عمران ، آیت ۱۹۳ - ۱۹۷
۴۷- ابن ہشام ابو محمد عبدالملک ابن ہشام ، السیرۃ النبویہ جلد اول ، ص ۱۳۲ مع ارض الانف للسہیلی ملتان
۴۸- ایضاً ، ص ۱۲۷
۴۹- ایضاً ، ص ۱۲۲
۵۰- ابن سعد ، طبقات ، جلد ۳ ، ص ۱۷۸ ، بیروت
۵۱- البخاری ، جامع الصحیح جلد اول ، ص ۲۷۷ ، کتاب البیوع ، الخروج الی التجارۃ
۵۲- مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ، ص ۵۶۰ ، باب مناقب عثمان ، کراچی

۵۳- ابن سعد ، طبقات ، جلد ۳ قسم الاول ، ص ۱۸۸
۵۴- ترمذی ، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ، جامع الترمذی ، جلد اول ، ص ۱۴۶ ، ابواب البیوع ، باب ماجا فی التجار
۵۵- تاریخ یعقوبی جلد ۱ ص ۳۱۴ مجلدان مصر
۵۶- بخاری ، الجامع الصحیح اول ، ص ۲۳۸ ، کتاب الحج (باب التجارۃ)
۵۷- قرآن مجید ، البقرہ ، آیت ۱۹۸
۵۸- ابن حجر ، احمد بن حجر عسقلانی، فتح الباری ، جلد ۳ ، ص ۳۷۴ مصر ۱۳ مجلدات ۔
۵۹- (i) مرزوقی ، ابو علی مرزوقی اصفہانی ، کتاب الزمنہ و الامکنہ جلد ۲ ص ۱۶۴
(ii) ابن حبیب ، محمد بن حبیب ، کتاب المحبر ، ص ۱۶۲
(iii) تاریخ یعقوبی ، جلد اول ، ص ۳۱۴
۶۰- سر ولیم میور، لائف آف محمد ، ص ۸ ، بحوالہ سیرت المصطفیٰ ابراہیم میر سیالکوٹی ، اول ، ص ۱۵۰ ، لاہور